فرضیت زکوۃ کے دعوتی، تربیتی اور معاشرتی پہلو

*ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل

Zakat is very important ritual duty in Islam. Literally it means to increase but as an act of worship its main objective is to purify one's ownership of wealth by distributing a recommended amount which is to uplift the poor and needy. It is a fundamental Ibadat which develops harmony among different social classes of Muslim society. Through Zakat the deprived are being cared for, such as orphans, widows, disabled and the poverty stricken. It is very productive to keep away from sins and saves the giver from moral ills appearing from the materialistic greed for wealth. Allah is above any desire and He does not need Zakat but He promises tremendous reward if poor and needy are helped and cared through this act of worship. As a result Muslim society at large benefits from the institution of Zakat. Mankind in present era is under the mean and hollow dominance of materialistic civilization almost in all parts of our planet and it is dire need to promote social, economic and moral advantages of Zakat not only among Muslims but to all mankind. Masses are suffering from hunger and deprivation, many talented and intelligent people have gotten a rough deal in life and transparent system of Zakat can make all such people productive members of just society with very purposeful meaning and aim of life.

لغوی معنی:

زکوۃ کا لفظ بڑھوتری، اضافہ، پاکیزگی اور برکت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(۱)

امام راغب نے لکھا ہے:

اصل الزکاۃ النمو الحاصل عن برکۃ اللہ ویعتبر ذلک بالامور الدنیویۃ والاخرویۃ، یقال زکا الزرع یزکو اذا حصل منه نمو وبرکۃ. وقوله: (ایھا ازکی طعاماً) (۲)

اشارۃ الی ما یکون حلالا لا یستوخم عقباہ ومنه الزکاۃ لما یخرج الانسان

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

من حق الله تعالیٰ الی الفقراء وتسمیته بذلک لما یکون فیها من رجاء البرکة أو لتزکیة النفس أی تنمیتها بالخیرات والبرکات أولهما جمیعا فان الخیرین موجودان فیها.(۳)

یعنی زکاۃ کے اصل معنی بڑھوتری کے ہیں جو اللہ کی برکت سے حاصل ہو اور اس کا تعلق دنیوی اور اخروی دونوں امور سے ہے۔جس طرح کہا جاتا ہے کھیتی کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا۔جیسے ارشاد الٰہی ہے کس کا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے۔یہاں ایسا کھانا مراد ہے جو حلال ہو اور خوش انجام ہو اسی سے زکاۃ کا لفظ نکلا ہے یعنی وہ حصہ جو مال سے حق الٰہی کے طور پر نکال کر فقراء کو دیا جاتا ہے اور اسے زکاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں برکت کی امید ہوتی ہے اور اس لیے بھی کہ اس سے نفس پاک ہوتا ہے۔یعنی خیرات اور برکات اس میں بڑھوتری اور نمو کا باعث ہوتی ہیں یا پھر اس کے تسمیہ میں یہ دونوں ہی ہوسکتی ہیں کیونکہ زکاۃ میں یہ دونوں خوبیاں موجود ہیں۔

اصلاحی معنی

علامہ جرجانی نے زکاۃ کی شرعی تعریف میں لکھا ہے:

عبارة عن ایجاب طائفة من المال فی مال مخصوص لمالک مخصوص.(۴)

دلیل السائلین میں زکاۃ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"الجزء المقدر"

معیشت وتجارت کے لحاظ سے دین اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ نہ تو سرمایہ دار نظام کی طرح لوگوں کو کھلی چھٹی دیتا ہے کہ ہر شخص اپنے کاروبار کو ترقی دینے اور نفع آفرینی کے لیے جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے چاہے سودی کاروبار کرے، شراب بیچے، جوا کھیلے، عصمت فروشی کرے یا ذخیرہ اندوزی، اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

اور نہ ہی کمیونزم اور سوشلزم کی طرح آہنی زنجیروں میں جکڑتا ہے کہ تمام وسائل پیداوار حکومت کے قبضہ میں ہوں اور وہ افراد کو نظر انداز کر کے ساری منصوبہ بندی خود ہی کرے، افراد کو نہ تو انفرادی طور پر ان کے مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ حسب منشاء ان سے تنہاء فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بلکہ اسلام کا رویہ اعتدال پر مبنی ہے کہ جہاں شخصی ملکیت کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔نفع

اندوزی کے جذبہ کو تسلیم کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو تجارت کے ذریعے کسب مال (حلال) کی ترغیب دیتا ہے وہاں دولت کمانے کا عام لائسنس بھی نہیں دیتا، بلکہ حلال وحرام کا امتیاز قائم کرتا ہے۔اور تجارت وکاروبار کے لیے راہنما اصول پیش کرتا ہے جن کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

ان اصولوں کی پابندی کر کے جو بھی کاروبار یالین دین کیا جائے وہ شریعت کی نگاہ میں جائز تصور ہے خواہ وہ دور جدید کی ہی پیداوار ہو یعنی اسلام کا رویہ معتدل ہونے کے ساتھ ساتھ جامع اور لچک دار بھی ہے جو ہر دور کے تقاضے پورے کرسکتا ہے۔

اپنی اسی خوبی کی بناء پر دین اسلام دیگر نظام ہائے معیشت پر فوقیت رکھتا ہے اسلام کے وضع کردہ اصول چونکہ انتہائی حکیمانہ، متوازن، معاشی خوشحالی اور حقیقی ترقی کے ضامن ہیں اور ان کی خلاف ورزی معاشی برائیوں کو جنم دیتی ہے جو آہستہ آہستہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

زکوٰۃ کی تعریف اور فرضیت زکوٰۃ کے متنوع پہلو

۱) الجزء المقدر من المال الذی فرضه، الله للمستحقین، و تطلق أیضاً علی اخراج هذه الحصة نفسها.۵

مال کا وہ مخصوص حصہ جسکو اللہ نے مستحقین کے لیے فرض کیا ہو۔اور ایسے ہی اس حصہ کو نکالنے کے فعل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۲) زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے کہ ہر صاحب نصاب مسلمان اپنے مال میں سے شریعت کی مقرر کی ہوئی مقدار ان لوگوں کے لیے نکالے جو شریعت کی نظر میں زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ ۶

أداء الزکا ة وهی عبارة عن اخراج شی ء معلوم من المال او الثمار و الزروع علی وجه مخصوص وسمیت بذلک لانها تطهر المال من الخبث و تنقیه من الأفات و تعبد النفس عن رزیلة البخل و تنمیها علی فضیلة الکرم و تشمر بها المحامد و المعالی و تستجلب بها البر کة و تزید المتصدق ثناء و مدحاً ویکفر جاحد ها و یقاتل الممتنعون من أداء ها و توخذ منهم و ان لم یقاتلو ا قهر اً و الله تعالیٰ جعلها ا حدی مبانی الا سلام و أردف بذکر ها الصلوٰة التی هی اعلیٰ الاعلام فقال (و اقیموا الصلوٰة و اتوا الزکاة) ۷

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مراد مال، پھلوں اور کھیتیوں سے مخصوص وجہ پر معلوم مقدار کا نکالنا

ہے اور اسکو زکوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ مال کو خبائث سے پاک کرتا ہے آفات سے محفوظ رکھتا ہے اور نفس کو بخل کے گھٹیا پن سے دور رکھتا ہے اور شرف وکرم کے لحاظ اس کو بڑھاتا ہے اور اس کے صلے میں وہ اس کو تعریفیں اور بلندیاں دیتا ہے اور مال میں برکت کھینچ لاتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو شکر اور مدح سرائی میں بڑھا دیتا ہے جبکہ اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور جو زکوٰۃ اداء کرنے سے انکاری ہوں ان سے جنگ جائے گی۔ اگر وہ لڑائی نہ کریں تو ان سے زکوٰۃ لے لی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو مبانی اسلام میں سے ایک بنایا ہے اور اس کو نماز کے تذکرہ سے ملحق کیا ہے جسکا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔ فرمایا: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں تیسرا اہم ترین رکن ہے اگر کوئی شخص منکر ہوتے ہوئے زکوٰۃ کو ترک کرتا ہے تو وہ دین اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے اور اسکے خلاف قتال کیا جائے گا۔

اس لیے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا، **واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلاۃ والزکاۃ.** [8] اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص کے ساتھ لڑائی کروں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا۔

قرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ اکثر مقامات پر نماز کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ جس سے زکاۃ کی عظمت اور اس کا نماز سے گہرا تعلق اور ربط عیاں ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین [9]

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ تم بھی رکوع کیا کرو۔

نماز اور زکوٰۃ ہر زمانہ میں دین اسلام کے اہم رکن رہے ہیں۔ لیکن ان میں نماز با جماعت کا اہتمام نہیں تھا اور یہود کی نماز میں رکوع نہیں تھا یہود نے نماز ادا کرنا بالکل چھوڑ دیا ہی تھا اور زکوٰۃ کی بجائے سود کھانا شروع کر دیا تھا۔[10]

فان تابو او اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلو اسبیلھم [11]

ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جنگ کروں گا جب تک وہ اس بات کی گواہی دیں کہ لا الہ الا اللہ وان محمد ارسول اللہ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں پھر جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے مال محفوظ کر لیے سوائے

اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔[۱۲]

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلواۃ ویوتوا الزکوۃ وذلک دین القیمۃ[۱۳]

اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خاص رکھیں ابراہیم کے دین پر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

قد افلح المومنون. الذین ھم فی صلاتھم خاشعون. والذین ھم عن اللغو معرضون. والذین ھم للزکوۃ فٰعلون.[۱۴]

تحقیق کامیاب ہوگئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔''

مولانا شبیر احمد عثمانی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں

یعنی انکی عادت ہے کہ ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ایسا نہیں کبھی دی کبھی نہ دی غالباً اسی لیے یوّدون الزکوٰۃ کی جگہ وللزکوۃ فاعلون کی ترکیب اختیار فرمائی، گویا بتلا دیا کہ زکوٰۃ دینا ان کا مستمر کام ہے۔[۱۵]

مولانا مودودیؒ ان آیات کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یقیناً فلاح پائی ہے ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہو، لغویات سے دور رہتے ہیں زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں۔[۱۶]

پھر انہوں نے ان آیات کی روشنی میں لفظ''زکوٰۃ'' کے وسیع مفہوم کو اجاگر کیا ہے

عربی زبان میں زکوٰۃ کا مفہوم دو معنوں سے مرکب ہے ایک پاکیزگی دوسرے نشوونما کسی چیز کی ترقی میں جو چیزیں مانع ہوں ان کو دور کرنا۔ اور اس کے اصل جوہر کو پروان چڑھانا، یہ دو تصورات مل کر زکوٰۃ کا پورا تصور بناتے ہیں۔ پھر یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح بنتا ہے تو اس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک وہ مال جو بقصد تزکیہ کے لیے نکالا جائے۔ دوسرا بجائے خود تزکیہ کا فعل، اگر''یوءتون الزکاۃ'' کہیں تو اس کے معنی ہونگے کہ وہ تزکیہ کی غرض سے اپنے مال کا ایک حصہ دیتے یا ادا کرتے ہیں اس طرح بات صرف مال دینے تک محدود ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر للزکوٰۃ فاعلون کہا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ تزکیہ کا فعل کرتے ہیں اور اس صورت میں یہ بات صرف مالی زکوٰۃ ادا کرنے تک محدود نہ رہے گی بلکہ تزکیہ نفس، تزکیہ، اخلاق، تزکیہ

زندگی، تزکیہ مال، غرض ہر پہلو کے تزکیے تک وسیع ہو جائے گی اور مزید برآں اس کا مطلب صرف اپنی ہی زندگی کے تزکیے تک محدود نہ رہے گا بلکہ اپنے گرد و پیش کی زندگی کے تزکیے تک بھی پھیل جائے گا لہذا دوسرے الفاظ میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ وہ تزکیہ کے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو بھی پاک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی پاک کرنے کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں اپنے اندر بھی جوہر انسانیت کو نشوونما دیتے ہیں اور باہر کی زندگی میں بھی اس کی ترقی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ ۱۷

زکوٰۃ کا مقصد

زکوٰۃ کا مقصد صرف ناداروں کی کفالت اور تقسیم دولت کی تدبیر ہی نہیں ہے بلکہ اس فرض عبادت کے بغیر نہ تو قلب و روح کا تزکیہ ممکن ہے اور نہ ہی انسان خدا کا مخلص و مطیع بندہ بن سکتا ہے۔ یہ انعامات الٰہیہ کے شکر کا اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعے مومن کے دل سے دنیا کی تمام مادی محبتیں نکال کر اپنی محبت بٹھانا چاہتا ہے اور یہ تربیت دینا چاہتا ہے کہ مومن اللہ کی راہ میں اپنا مال، اپنی جان اور اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں قربان کر کے روحانی سرور حاصل کرے اور سب کچھ اللہ کی راہ میں دے کر شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی راہ میں جان و مال قربان کرنے کی توفیق دی۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ویسارعون فی الخیرات. ۱۸

اور وہ بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ نے حضرت انس بن مالک کی حدیث نقل کی ہے کہ انصار میں حضرت ابوطلحہؓ کے سب سے زیادہ باغ تھے ان میں سے ایک بیرحاء کا باغ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ ۱۹ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا آپؐ اس میں جایا کرتے تھے۔ اور وہاں عمدہ شیریں پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا کہ میری کل جائیداد میں سے بیرحاء کا باغ مجھے بہت پیارا ہے میں اس باغ کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس سے ثواب اور اللہ کے ہاں ذخیرہ کی امید کرتا ہوں۔ آپ جہاں مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ آپؐ نے فرمایا بہت خوب یہ مال تو بالآخر فنا ہونے والا ہے۔ پھر نبیؐ کے حکم سے انہوں نے باغ اپنے غریب رشتہ داروں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔ ۲۰

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی یوں مثال بیان فرمائی ہے:

والذین امنوا اشد حبا للہ. ۲۱

اور جو ایماندار ہیں وہ تو سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت رکھتے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی فرماتے ہیں: ''کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت مستقل اور پائیدار ہوتی ہے وہ ہر حال میں اللہ ہی پر بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہیں جب کہ مصائب و آلام کے وقت بسا اوقات مشرکوں کی اپنے معبودوں سے محبت زائل بھی ہو جاتی ہے''۔ ۲۲

سورۃ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیءٍ فان اللہ بہ علیم. ۲۳

تم اس وقت تک نیکی حاصل نہ کرسکو گے جب تک وہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہو اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

زکوٰۃ کے اسرار وحکم

زکوٰۃ کی مشروعیت میں درج ذیل حکمتیں پنہاں ہیں۔

۱۔ بخل اور کنجوسی سے انسانی مزاج کا پاک وصاف ہونا۔

۲۔ فقراء کے ساتھ ہمدردی اور تنگ دستوں، فقراء اور ناداروں کی حاجت براری

۳۔ مصالح عامہ جن پر اُمت کی زندگی اور سعادت موقوف ہے، کا پورا کرنا

۴۔ دولت مندوں کی دولت وثروت میں حد بندی، تاکہ دولت کسی ایک طبقہ میں بند ہو کر نہ رہ جائے۔

کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم. ۲۴

تاکہ دولت تمہارے امراء کے ہاتھوں میں نہ گھومتی رہے۔

۵۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے اخلاق انسانی، کو مال کی محبت مغلوب نہیں کرسکتی۔

۶۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے غرباء ومساکین کو اپنی قوم کا جزو سمجھا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے تکبر اور غرور سے نفس پاک رہتا ہے۔

۷۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے اغنیاء کے دل میں فقراء کی خیرخواہی و ہمدردی جبکہ فقراء کے دل میں اغنیاء کا احترام اور انس ومحبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

قاضی سید سلیمان منصور پوری فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو فرض اور اسلام کا تیسرا رکن (کلمہ شہادت اور نماز کے بعد) قرار دیا ہے زکوٰۃ درحقیقت اس صفت ہمدردی و رحم کے با قاعدہ استعمال کا نام ہے جو انسان کے دل میں اپنے ابنائے جنس کے ساتھ قدرتاً و فطرتاً موجود ہے۔[۲۵]

لہٰذا زکوٰۃ کا مقصد درحقیقت حب دنیا کی بجائے خالص اللہ کی محبت پیدا کرنا ہے۔اس کے لیے صرف زکوٰۃ ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔نظام زکوٰۃ پورے معاشرے کو بخل، تنگ دلی، خودغرضی، بغض، حسد، سنگ دلی اور استحصال سے پاک کر کے محبت، ایثار، احسان، خلوص، خیر خواہی، تعاون مواخات اور رفاقت کے جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

بنی الاسلام علی خمس: شھادۃ ان لاالٰہ الااللہ وان محمداً رسول اللہ و اقام الصلٰوۃ و ایتاء الزکاۃ و الحج و صوم رمضان.[۲۶]

''یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔کلمہ توحید کا اقرار، قیام صلوٰۃ، اداء زکوٰۃ، حج بیت اللہ اور صیام رمضان''

گویا زکوٰۃ اسلام کا بنیادی ستون ہے اور اس کا منکر اور تارک اسلام کی عمارت کو کمزور کرتا ہے۔

''انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوالذین یقیمون الصلوۃ ویؤ تون الزکوۃ وھم راکعون . ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنو افانّ حزب اللہ ھم الغالبون''.[۲۷]

تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کے رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنالے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔مذکورہ آیت سے بتدریج غلبے اور قیادت کا تصور اجاگر کیا جا سکتا ہے جو صفات کا نتیجہ ہے۔

حکومت کی ذمہ داری

''اجتماعیت'' اسلام کی تمام عبادات اور معاملات کی روح ہے۔نماز گھر کے گوشہ تنہائی میں بھی ادا ہو سکتی ہے، مگر فرائض پنجگانہ کے لیے مسجد میں جماعت کو واجب قرار دیا گیا اور جمعہ و عیدین میں ایک وسیع تر اجتماع

کی صورت پیدا کی گئی۔ روزے مختلف علاقوں کے لوگ الگ الگ مہینوں میں رکھ سکتے تھے۔ لیکن سال کا ایک خاص مہینہ مقرر کیا گیا کہ مسلمانان عالم خاص انہی دنوں میں روزے رکھیں۔ اسلام کی یہی شان اجتماعیت زکوٰۃ میں بھی کارفرما ہے، کہ اس نے زکوٰۃ کی جمع و تقسیم کا اجتماعی نظام کہا اور اسلامی حکومت کو اس بات کا حق دار قرار دیا کہ وہ مال داروں سے زکوٰۃ وصول کرے اور حق داروں میں تقسیم کرے، کتاب و سنت کی نصوص، خلافت راشدہ کا معمول اور فقہاء امت کی تصریحات قدم قدم پر اس کی شہادت دیتی ہیں۔ ۲۸

سورۃ حج میں اللہ تعالیٰ نے نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ کے قیام کو ارباب اقتدار کی ذمہ داری قرار دیا ہے فرمایا

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امر و ابالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الا مور. ۲۹

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ تمام نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے معروف کا حکم اور منکر سے منع کریں گے اور تمام کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

البتہ اگر ہم اپنے ان بندوں کو اس سرزمین میں اپنی تائید و نصرت سے اقتدار بخشیں گے تو یہ (حرم) کے تمام مقاصد کو از سر نو بروئے کار لائیں گے یہ نماز کا اہتمام کریں گے زکوٰۃ ادا کریں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ پھر لکھتے ہیں کہ نماز اور زکوٰۃ تمام شریعت کے لیے بمنزلہ شیرازہ کے ہیں۔ اگر ان کا ذکر ہو گیا تو پوری شریعت کا ذکر ہو گیا۔ ۳۰

زکوٰۃ دینے کی ترغیب

ارشاد باری ہے:

واتوھم من مال اللہ الذی اتکم . ۳۱

اور اللہ نے جو مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے انہیں (فقراء کو) بھی دو۔

زکوٰۃ انسان کے مال کو خسارے اور آفات سے بچاتی ہے

سنن ابوداؤد میں حدیث ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب مابقی من اموالکم. ۳۲

یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لیے فرض کی ہے کہ (اس کے ذریعے) تمہارے بقیہ مال کو

پاک وصاف کردے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وسیجنبھاالا تقی. الذی یوتی مالہ یتزکی. ۳۳

اوراس دوزخ سے دور رہے گا وہ نہایت پرہیزگار جو اپنا مال (محتاجوں کو) دیتا ہے اپنا تزکیہ نفس کرنے کیلئے۔

طبرانی نے حضرت ابودرداءؓ کی حدیث کی نقل کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام. ۳۴

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔

یعنی اسلام کی حدود میں داخل ہونے کیلئے زکوٰۃ کا پل پار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابرؓ سے فرمان رسول ﷺ نقل کیا ہے کہ

من ادی زکوٰۃ مالہ فقدذھب عنہ شرہ. ۳۵

جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس سے اس کے مال کا شر دور ہوگیا۔ ۴۱

''شر'' سے آخرت میں عذاب اور دنیا میں مختلف قسم کی آفات، قحط سالی، بیماری، پریشانی مراد ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال ہر قسم کی اخروی عقوبات اور دنیوی شرور وفتن مصائب والام سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور دل بخل، حرص اور طمع ولالچ جیسے گھٹیا امراض سے پاک ہو جاتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے

حصّنوا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا مرضا کم با لصد قۃ واستقبلوا إمواج البلاء بالدعاء والتضرع. ۳۶

زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مالوں کو محفوظ کرلو اور نفلی، صدقہ وخیرات کے ذریعے بیماروں کا علاج کرو۔ اور بلاؤں کی موجودگی کا استقبال دعا اور خدا کے سامنے گریہ زاری سے کرو۔

اور زکوٰۃ کوئی تاوان یا ٹیکس نہیں کہ جس سے مال کم ہوتا ہے اور مالک کو نقصان ہوتا ہے بلکہ زکوٰۃ سے مال میں برکت اور اضافہ اس انداز میں ہوتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو علم بھی نہیں ہوتا۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

مانقصت صدقۃ من مال۔ ۳۷

صدقہ (زکوٰۃ) دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور رسول اللہ ؐ کا معاشی پروگرام

Zakat is the major economic means for establishing social justice and leading the muslim society to prosperity and security.۳۸

عقائد و نظریات کی تبدیلی کے ساتھ مکی دور میں آپ ؐ کے پروگرام میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں کے معاشی حالات بھی درست ہونے چاہییں۔

آپ ؐ کے سامنے معاشیات کی درستگی کا واضح نقشہ موجود تھا، جس کی روشن مثال ابتدائی ایام کے حوالے سے ہم حدیث کی اعلیٰ ترین کتاب بخاری شریف سے پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ آپ ﷺ کس اعتماد کے ساتھ معیشت کی بحالی، مستقبل کے آئینے میں دیکھ رہے تھے۔

حاتم طائی کے صاحبزادے عدی ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے، ان کا بیان ہے کہ میں آپ ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ دو آدمی آپ ؐ کے سامنے یکے بعد دیگرے معاشی بدحالی، اور بدامنی کے بارے میں شکایت کرتے ہیں۔ پہلے نے عرض کیا! یا نبی اللہ! معاشی حالات اس قدر ناہموار ہو چکے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور پیٹ بھرنے کے لیے چند لقمے میسر نہیں جبکہ دوسرا امن و امان کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ راستے کٹ چکے، آپ ؐ بیت اللہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ شکایت سنتے ہی سیدھے بیٹھے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت منقول ہے۔

كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه رجلان احدهما يشكوا العيلة والاخر يشكوا قطع السبيل فقال رسول الله ؐ اما قطع السبيل فانه لاياتى عليك الاقليل تخرج العير الىٰ مكة بغير خفير و امّا العيلة فان الساعة لاتقوم حتى يطوف احدكم بصدقته لايجد من يقبلها منه“۳۹

عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریمؐ کے پاس موجود تھا کہ آپ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ان میں سے ایک معاشی بدحالی اور دوسرا بدامنی کی شکایت کر رہا تھا تو رسول نے فرمایا یہ جو بدامنی ہے عنقریب وقت آنے والا کہ ایک قافلہ مکہ کی طرف بغیر حفاظتی دستے کے آئے گا جہاں تک معاشی بدحالی کا معاملہ ہے تو قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک تم اپنے صدقے لوگوں کے سامنے پیش کرو گے۔ اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ کے سامنے معاشی آسودگی اور استحکام کا ھدف تھا جبکہ عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ اس کی بیّن مثال ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ابن منظور، لسان العرب بذیل مادہ زک ی؛ یسوعی لوئیس معلوف، المنجد، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۴ء، بذیل مادہ ز۔ک۔ی؛ البستانی، منجد الطلاب بذیل مادہ ز۔ک۔ی؛ کیرانوی، القاموس الوحید بذیل مادہ زک ی۔
۲۔ الکھف:۱۹
۳۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، بیروت: داراحیاء اعربی،۲۰۰۲ء، ص:۲۲۰
۴۔ جرجانی، التعریفات، بیروت: دارلکتاب،۲۰۰۲ء، ص:۹۷
۵۔ ابوداؤد، انس اسمعیل، دلیل السائلین، جدہ: مکتبہ الملک فہد، ۱۳۱۸ھ، ص:۳۰۹
۶۔ قرضاوی، فقہ الزکاۃ، مترجم شمس پیرزادہ، لاہور، شہزاد پبلشرز، ۱۹۸۰ء، ص:۹
۷۔ منذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۲۸ء، ص:۵۱۴
۸۔ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، حدیث ۱۴۰۰
۹۔ البقرۃ:۴۳
۱۰۔ کیلانی، عبدالرحمٰن، تیسیر القرآن، لاہور، مکتبہ السلام، ۲۰۰۰ء، ۱/۵۰
۱۱۔ التوبۃ:۵
۱۲۔ بخاری، کتاب الایمان، باب فان تابو۔۔۔ حدیث ۲۵
۱۳۔ البینۃ:۵
۱۴۔ المومنون:۱-۴
۱۵۔ عثمانی، شبیر احمد، تفسیر القرآن، مدینہ منورہ، شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۹۸۹ء، ص:۹۳۰
۱۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۴۲۹ء، ۳/۲۶۲
۱۷۔ ایضاً، ۳/۲۶۳
۱۸۔ آل عمران:۱۱۴
۱۹۔ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الاقارب، حدیث ۱۴۶۱
۲۰۔ تیسیر القرآن، ۱/۲۶۸
۲۱۔ البقرۃ،۲:۱۲۵
۲۲۔ تیسیر القرآن، ۱/۱۰۵

۲۳۔ آل عمران،۳: ۹۲
۲۴۔ الحشر: ۷
۲۵۔ منصور پوری، قاضی سلیمان، رحمۃ للعالمین، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، ص: ۲۰۶
۲۶۔ بخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، حدیث ۸
۲۷۔ المائدہ: ۵۵، ۵۷
۲۸۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، کراچی، زمزم پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص: ۸۹
۲۹۔ الحج: ۴۱
۳۰۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، ۱۴۰۷ھ، ۳/ ۲۵۸
۳۱۔ النور: ۳۳
۳۲۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الزکاۃ، ۱/ ۵۶۷
۳۳۔ اللیل: ۱۷-۱۸
۳۴۔ الترغیب والترھیب، ۲/ ۱۷۳؛ بیہقی، شعب الایمان، باب التشدید علی منع زکاۃ مالہ۔
۳۵۔ ایضاً، ۲/ ۱۷۵
۳۶۔ ایضاً
۳۷۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب استحباب العفو والتواضع، حدیث ۶۵۱۲
۳۸۔ Al-Khudrawi, Dictionary of Islamic Terms, Riadh, Darussalam, 2004, P:217
۳۹۔ بخاری، کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ قبل الرد حدیث ۱۴۱۳